آخری قسط نمبر ۴

جناب مولانا محمد شہاب الدین ندوی صاحب

انبیاءؑ کا مشن اور علماء کی ذمہ داریاں اور عصر جدید میں رسالت محمدیؐ کا نیا اعجاز

۹۔ معجزہ رسولؐ اور ختم نبوت کے عقلی دلائل:۔ اس موقع پر ضمناً ایک اور بہت بڑی علمی حقیقت یہ بھی ثابت ہوتی ہے کہ معجزہ چونکہ دلیل رسالت ہوتا ہے اس لئے ہر نبی کیلئے معجزہ ضروری ہے اور جو شخص بغیر کسی معجزے کے دعوائے نبوت کرے تو وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہوگا اور معجزہ بھی ایسا ہونا چاہئیے جو عصری علوم کا زور توڑنے والا ہو، جیسا کہ سنت الہیٰ ہے۔ نیز اس کے ساتھ ساتھ دو اور چیزیں بھی ضروری ہیں: اول یہ کہ وہ صاحب کتاب بھی ہو اور دوم یہ کہ وہ کردار وکیرکٹر کے اعتبار سے بھی اعلیٰ مقام پر فائز ہو، تاکہ لوگ اسے ایک نمونہ اور آئیڈیل تصور کرکے اس کی اتباع کرسکیں۔ بس یہ تین خدائی اصول وہ معیار ہیں جو کسی کے دعوائے نبوت کو جانچنے کے لئے ضروری ہیں۔ چنانچہ ان اصولوں کا تذکرہ کلام ربانی میں اس طرح آیا ہے:

"لقد ارسلنا رسلنا بالبینت وانزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط"

(یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو واضح نشانیاں (معجزات ودلائل) دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان بھی اتاردی، تاکہ لوگ اعتدال پر قائم رہیں)۔ (حدید:۲۵)۔ اس موقع پر "کتاب" کا تذکرہ بطور اسم جنس آیا ہے یعنی "کتاب الہیٰ" ایک وحدت ہے جس کے مختلف حصے مختلف انبیائے کرام کو عطا کئے گئے ہیں۔ چنانچہ قرآن حکیم میں رسولوں کو کتاب دئے جانے کا جہاں تذکرہ آیا ہے وہاں پر کتاب کا لفظ صیغہ واحد میں مذکور ہے جیسا کہ یہ بات یہاں پر بھی موجود ہے اور میزان سے مراد خصوصیت کے ساتھ انبیاء کرامؑ کی سیرت ہے جو میزان کا نمونہ ہوتی ہے۔ ان تینوں چیزوں کے ملاحظہ سے انسان راہ راست پر آتے ہیں۔ نیز انبیاء کرامؑ کو جو کتاب عنایت کی جاتی ہے وہ نوع انسانی کے باہمی اختلافات کے درمیان فیصلہ کرنے والی ہوتی ہے جیسا کہ اس کی تفصیل اس بحث کے شروع میں (سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۱۳ کے تحت) گزر چکی ہے۔ لہذا ان خصوصیات کے بغیر جو بھی شخص حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویدار ہوگا وہ جھوٹا، کاذب

اور ڈھونگی ہوگا۔ یہ ختم نبوت کی عقلی و علمی دلیل ہے اور اس پر کسی لمبی چوڑی بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ اس سلسلے میں یہی ایک خدائی اور قرآنی معیار ہی کافی ہے۔ تو اب سوال یہ ہے کہ چودہ سو سالہ تاریخ میں کیا ایسا کوئی "نبی" مبعوث ہوا ہے جس نے یہ تینوں چیزیں پیش کی ہوں ؟ تو ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا کوئی نبی اب تک ظاہر نہیں ہوسکا ہے جو ان میں کوئی ایک شرط بھی پوری کرسکتا ہو۔ اور اس اعتبار سے یہ رسالت محمدیؐ کی حقانیت پر ایک تاریخی دلیل ہے، لیکن اسکے باوجود اگر کسی کو اپنے نبی ہونے کا زعم ہو تو ان تینوں اعتبار سے ثابت کرے کہ وہ اپنے دعوے میں سچا اور منجانب اللہ ہے: " قل ھاتوابرھانکم ان کنتم صدقین " : کہہ دو کہ اگر تم اپنے دعوے میں صادق ہو تو اپنی دلیل پیش کرو۔ نیز اس سلسلے میں ایک مزید عقلی دلیل یہ بھی پیش نظر رہے کہ کوئی نیا نبی کوئی " نیا معجزہ" اسی وقت لے کر آسکتا ہے جب کہ سابقہ نبی کے معجزہ کا اثر زائل ہوچکا ہو۔ چنانچہ اس حیثیت سے بھی ہم دیکھتے ہیں کہ رسالت محمدی کا معجزہ نہ صرف اب تک "زندہ" ہے بلکہ وہ پوری آب وتاب کے ساتھ افق عالم پر چمک بھی رہا ہے اور اپنی ضوء فشانیوں سے سارے جہاں کو منور کیئے ہوئے ہے۔ اس اعتبار سے آج خود قرآن عظیم " ختم نبوت" کا ایک زبردست علمی ثبوت اور ایک لازوال علمی معجزہ ہے جو رسالت محمدی کے دعوائے صحت پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے جھوٹے مدعیان نبوت کے چہروں پر کالک مل رہا ہے۔ غرض نبوت کے کسی بھی نئے دعویدار کو اول تو اپنا " نشان نبوت" پیش کرنا چاہیئے جو قرآن عظیم کے مقابلے میں اس سے زیادہ زبردست اور حیرت انگیز ہو، اور پھر اسے یہ بھی ثابت کرنا چاہیئے کہ قرآنی معجزہ کی " افادیت" ختم ہوچکی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی کوئی چیز اب تک تو ظاہر ہوسکی ہے اور نہ قیامت تک ظاہر ہوسکتی ہے لہذا اس سلسلہ میں اب تک جو بھی دعوے کیئے گئے ہیں وہ مسخرہ پن کی حدود سے آگے نہیں بڑھ سکے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ قرآن عظیم ایک زندہ اور ابدی معجزہ ہے اور اس کی خیاباریاں ہمیشہ جاری رہیں گی اور اس کے علم کو کوئی سرنگوں نہیں کرسکے گا۔ وہ قیامت تک اپنے جلوے دکھاتا رہے گا۔ اس پر کسی کی فسوں کاری چل نہیں سکے گی۔ کیونکہ یہ رب العالمین کا کلام ہے جس نے پوری نوع انسانی اور نوع جنی کو یہ چیلنج دے رکھا ہے کہ سارے جہاں کی مخلوق مل کر بھی اس جیسا معجزانہ اور بے مثال کلام تصنیف نہیں کرسکتی۔ " قل لئن اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لایاتون بمثلہ ولوکان بعضھم لبعض ظھیراً " کہدو کہ اگر تمام جن اور انسان مل کر اس جیسا قرآن (تصنیف کرکے) لانا چاہیں تو وہ ایسا کلام نہیں لاسکتے، اگرچہ وہ سب ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں۔ (بنی اسرائیل:۸۸)۔ ظاہر ہے کہ جب تمام جن وانس مل کر بھی اس جیسا کلام مرتب نہیں

کرسکتے تو پھر کوئی اکیلا وکیلا شخص کیا خاک کرسکے گا ۔ اور جب اس جیسا کلام پیش کرنا محال ہے تو اس سے بہتر کلام پیش کرنے کا کوئی تصور بھی نہیں ہوسکتا ۔

۱۰ ۔ کتاب الہیٰ کی جامعّیت :- غرض معجزہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلیوں اور اس کی جلوہ سامانیوں کی کوئی حد اور انتہا نہیں ہے ۔ اسی وجہ سے خود ایک حدیث میں قرآن عظیم کی بعض دیگر خصوصیات کے علاوہ خاص کر اس کی یہ خصوصیت بیان کی گئی ہے کہ قرآنی اسرار و عجائب کی کوئی انتہا نہیں ہوسکتی ۔ " فیه نباماقبلکم وخبرمابعدکم ۔ وحکم مابینکم ۔ هوالفصل لیس بالهزل .... ولاتلتبس به الالسنة ۔ ولا یشبع منه العلماء ۔ ولا یخلق عن کثرة الرء ولا تنقضی عجائبه " قرآن میں تمھارے دور سے پہلے کے بھی واقعات ہیں اور تمھارے کے ادوار کی خبریں بھی اور اس میں تمھارے آپس معاملات میں فیصلہ کرنے والی چیز بھی موجود ہے ۔ وہ ایک قول فیصل ہے کوئی مذاق نہیں ۔ انسانی زبانیں (زبان اور اسلوب کے اعتبار سے) اس سے میل نہیں کھاتیں ۔ علماء اسکی تلاوت سے سیراب نہیں ہوسکتے۔ وہ کثرت تکرار کے باوجود پرانا نہیں ہوسکتا اور اسکے (علمی) عجائب کبھی ختم نہیں ہوسکتے ۔ (۱) اور یہ تمام حقائق قرآن اور حدیث میں مکمل مطابقت کا بھی بھرپور اور ایمان افروز نظارہ پیش کررہے ہیں جو حدیث کا انکار کرنے والوں لیئے ایک درس عبرت ہے اوراس اعتبار سے آج قرآن کے علمی اسرار و عجائب کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن اور حدیث کی مطابقت پر بھی کام کرنے اور علمی دنیا کی رہنمائی کرنے کی ضرورت ہے ۔ غرض ان تمام حیثیتوں سے ضرورت ہے کہ علماء جدید تجرباتی علوم کا پوری دلجمعی کے ساتھ مطالعہ کرکے اس سلسلے کے حقائق کو علی وجہ البصیرت سمجھنے کی کوشش کریں ۔ کیونکہ ان علوم ومسائل کی عصر جدید کی ذہنیت کے مطابق نئے انداز میں تبلیغ دین کی بہت بڑی اہمیت ہے ۔ لہذا آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ان علوم کو عربی مدارس کے نصاب میں داخل کرکے ان کی باقاعدہ تعلیم دی جائے ، تاکہ اس کے ذریعہ علماء میں روشن فکری پیدا ہو اور وہ عصرجدید کے علوم ومسائل سے ناواقف نہ رہیں ۔ واقع یہ ہے کہ یہ علوم آج امت مسلمہ کیلئے "اسلحہ" کی حیثیت رکھتے ہیں ، جن سے " مسلح" ہوکر آج ہم عصرجدید کے ہر چیلنج کا صحیح جواب دے سکتے ہیں ، اور یہ علوم احیائے علم ، احیائے دین اور احیاء ملت کے نقطہ نظر سے انتہائی اہم ہیں جن سے مزید غفلت برتنا دین ابدی کو نقصان پہنچانا ہے ۔ اس بحث سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ کتاب الہیٰ مذکورہ بالاتمام اعتبارات سے محض

---

(۱) ۔ ترمذی ۵/ ۱۷۲ ، مطبوعہ بیروت ، دارمی : ۲/ ۴۳۵ بیروت

کتاب شریعت اور کتاب اخلاق ہی نہیں بلکہ وہ کتاب افکار ونظریات، کتاب ذکرو تذکرہ، کتاب اخبار، کتاب مسائل، کتاب محاکمہ، کتاب حقائق واسرار، کتاب علم وحکمت، کتاب عجائب، کتاب علوم ومعارف، کتاب فرقان، کتاب عقائد، کتاب توحید اور کتاب صفات باری بھی ہے۔ اور ان تمام اعتبارات سے مجموعی طور پر وہ "کتاب ہدایت" ہے۔ قرآن حکیم کی یہ تمام صفات وخصوصیات خود قرآن وحدیث سے ثابت شدہ ہیں، جن میں کسی قسم کا کلام نہیں ہوسکتا۔ غرض ان تمام علوم ومسائل میں اس کی ایک ایک آیت اور اس کا ایک ایک لفظ قابل حجت واستدلال ہے جس میں چناں وچنیں کی کوئی گنجائش نہیں ہوسکتی۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ صحیفہ حکمت ہر اعتبار سے جامع اور ہر اعتبار سے ایک حیرت انگیز صحیفہ ہے جس میں کسی بھی قسم کا نقص یا عیب نہیں ہے بلکہ وہ ہر دور کی فکری وعقلی، تمدنی ومعاشرتی اور اجتماعی ضرورتوں کے عین مطابق ہے۔ وہ دین وشریعت بھی ہے اور فکر وفلسفہ بھی بلکہ ان دونوں کی آمیزش کا ایک حسین وجمیل گلدستہ ہے مگر اس کا سب سے بڑا اعجاز یہ ہے کہ وہ ہر دور کی ذہنیت اور اسکی نفسیات کے عین مطابق اور اس کا "نباض" نظر آتا ہے اور اس کا یہ وصف کبھی زائل نہیں ہوسکتا، خواہ زمانہ کتنی ہی ترقی کیوں نہ کر جائے۔ "ولقد جئنٰھم بکتٰب فصلنٰہ علیٰ علم ھدیً ورحمۃً لقوم یومنون": اور ہم نے ان کے پاس ایک ایسی کتاب پہنچا دی ہے جس میں ہم نے (اپنے خصوصی) علم کی بنا پر (ہر چیز کا) مفصل بیان کردیا ہے تاکہ وہ ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت ورحمت کا باعث بن سکے۔ (اعراف: ۵۲)۔

"افغیر اللّٰہ ابتغی حکماً وھوالذی انزل الیکم الکتٰب مفصلاً": تو کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو حکم مان لوں، جب کہ اسی نے تمہارے پاس یہ کتاب تفصیل کے ساتھ بھیج دی ہے (جس میں ہر چیز کے بارے میں خدائی فیصلہ مذکور ہے)؟ (انعام: ۱۱۴) "وکل شئیٍ فصلنٰہ تفصیلاً": اور ہم نے ہر چیز کی تفصیل کردی ہے۔ (اسراء: ۱۲)۔ "ونزلنا علیک الکتٰب تبیاناً لکل شئیٍ وھدی ورحمۃً وبشریٰ للمسلمین": (اے محمدؐ) ہم نے یہ کتاب آپ پر اتاری ہے جو ہر چیز کی خوب وضاحت کرنے والی ہے اور وہ مسلمانوں کیلئے ہدایت، رحمت اور خوشخبری ہے (جو اسکے ابدی حقائق کے ملاحظہ سے سامنے آتے ہیں)۔ (نحل: ۸۹)۔ "یاایھاالناس قدجاء تکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور۔ وھدیً ورحمۃ للمؤمنین": (اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے موعظت آچکی ہے جو دلوں کی بیماری کیلئے شفا ہے اور اہل ایمان کے لئے ہدایت ورحمت ہے)۔ (یونس: ۵۷) "ھذا بیان للناس وھدیً وموعظۃ للمتقین": (یہ لوگوں کیلئے ایک وضاحت نامہ ہے اور اللہ سے ڈرنے والوں کیلئے ہدایت اور موعظت)۔ (آل عمران: ۱۳۸)۔

" ھوالذی ینزل علی عبدہ ایت بینات لیخرجکم من الظلمت الی النور ، وان اللہ بکم لرء وف رحیم " : (وہی ہے جو اپنے بندے پر واضح دلائل اتار رہا ہے تاکہ وہ تمھیں (ضلالت کی) تاریکیوں سے نکال کر (ایمان کی) روشنی میں لے آئے اور اللہ تم پر یقیناً بڑا مہربان اور رحم دل ہے (حدید : ۹) ۔ ان آیات کے ملاحظہ سے یہ بے غبار حقیقت پوری طرح روشنی میں آجاتی ہے کہ یہ کتاب عظیم صرف اہل اسلام ہی کیلئے نامہ ہدایت نہیں بلکہ وہ پوری نوع انسانی کیلئے بھی پیام ہدایت ہے ۔ اسلئے اس میں ہر چیز اور ہر مسلئے کا واضح اور دوٹوک بیان درج کردیا گیا ہے ۔ اس لحاظ سے قرآن اور نظام کائنات میں تطبیق کے باعث جو اسرارومعارف سامنے آتے ہیں ان کے ملاحظہ سے اہل سلام کے چہرے خوشی ومسرت سے کھل اٹھتے ہیں اور انکا ایمان تازہ ہوجاتا ہے ۔ چنانچہ اس سلسلے کی ایک اور اہم آیت ملاحظہ ہو : " ھذا بلاغ للناس ولینذروابہ ولیعلموا انما ھوالہ واحد ولیذکرلولوا الالباب " (یہ قرآن لوگوں کیلئے ایک پیغام ہے اور (اس سے مقصود یہ بھی ہے کہ) اس کے ذریعہ انہیں ڈرایا جائے ۔ نیز یہ کہ وہ (اچھی طرح) جان لیں کہ (اس کائنات میں) وہی ایک معبود ہے اور اہل دانش (قرآن کے بصیرت افروز مضامین پر) متنبہ ہوسکیں ۔ (ابراھیم : ۲۵)

آیت کریمہ نہ صرف قرآن حکیم کے مقاصد پر بخوبی روشنی ڈال رہی ہے بلکہ وہ اہل اسلام (اہل دانش) کا منصب بھی بخوبی ظاہر کررہی ہے ۔ چنانچہ یہ کلام حکمت عالم بشری کےلئے تین حیثیتوں کا حامل ہے : (۱) وہ سارے جہاں کیلئے ایک پیغام ہے (۲) اور اسکا مقصد تمام لوگوں کو خدا کی پکڑ سے ڈرانا ہے ۔ (۳) یہاں تک کہ ان پر دلائل کی روشنی میں یہ حقیقت) واضح ہوجائے کہ اس پوری کائنات میں ذات باری تعالیٰ ہی کی واحد ہستی جلوہ افروز ہے اور اس آیت کریمہ کا آخری فقرہ اس حقیقت کی غمازی کررہا ہے کہ یہ کام اہل دانش کے ذمہ ہے کہ وہ قرآن عظیم کی روشنی میں یہ فریضہ انجام دیں اور اس کی تائید سورۃ ص والی آیت بھی کررہی ہے جس کا تذکرہ پچھلے صفحات میں گزرچکا ہے ۔ (یہ بڑی بابرکت کتاب ہے جو ہم نے آپکے پاس بھیجی ہے تاکہ لوگ اسکا آیات میں تدبر کریں اور دانش مندانہ آیات میں مذکور معانی پر متنبہ ہوسکیں) ۔ اس اعتبار سے " دانش مندوں " پر لازم آتا ہے کہ وہ صحیفہ فطرت میں " تفکر " اور صحیفہ الہیٰ میں " تدبر " کرکے ان دونوں میں تطبیق دیں جسکے نتیجے میں یہ " ثمبہ " حاصل ہوسکتا ہے اور یہ کام اہل دانش (پختہ عقل والے) ہی انجام دے سکتے ہیں ۔ کیونکہ یہ کچی عقل والوں یا معمولی لوگوں کا نہیں ہے ۔

" ھذا بصائر للناس وھدیً ورحمۃ لقوم یوقنون " یہ قرآن لوگوں کےلئے بصیرت ہے اور یقین کرنے والوں کیلئے ہدایت ورحمت " ۔ (جاثیہ : ۲۰)